صدقۃ الفطر

فضائل و مسائل

شیخ طریقت متکلم اسلام
مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

خانقاہ حنفیہ، مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدقۃ الفطر کی فضیلت میں کئی احادیث منقول ہیں۔ چند پیش کی جاتی ہیں:

[1]: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ طُهْرَةً لِلصَّائِمِ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً لِلْمَسَاكِينِ فَمَنْ أَدَّاهَا قَبْلَ الصَّلَاةِ فَهِيَ زَكَاةٌ مَقْبُولَةٌ وَمَنْ أَدَّاهَا بَعْدَ الصَّلَاةِ فَهِيَ صَدَقَةٌ مِنَ الصَّدَقَاتِ.

(سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 1817)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے دار پر زکوٰۃ فطر (یعنی صدقۃ الفطر) کو مقرر فرمایا ہے تاکہ ان کے روزے عبث اور برے کاموں سے پاک ہو سکیں اور مساکین کو کھانا کھلایا جا سکے (یعنی ان کی امداد کی جا سکے)۔ جس شخص نے یہ صدقہ نماز (عید) سے پہلے ادا کر دیا تو یہ صدقہ مقبول ہو گا اور جس نے نماز (عید) کے بعد ادا کیا تو یہ صدقات میں سے ایک صدقہ ہی شمار ہو گا (یعنی اس کا ثواب نماز سے پہلے ادا کیے ہوئے صدقہ کی طرح تو نہیں ہو گا البتہ صدقۃ الفطر ادا ہو جائے گا)

[2]: عَنْ جَرِيرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "شَهْرُ رَمَضَانَ مُعَلَّقٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ، لَا يُرْفَعُ إِلَّا بِزَكَاةِ الْفِطْرِ".

(الترغیب والترہیب للمنذری: ج2 ص97 کتاب الصوم)

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: رمضان المبارک کے روزے آسمان اور زمین کے درمیان معلق رہتے ہیں، انہیں صدقۃ الفطر کے بغیر نہیں اٹھایا جاتا (یعنی ان کی کامل قبولیت اس وقت ہوتی ہے جب صدقۃ الفطر ادا کیا جائے)

[3]: عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ وَقَالَ: "أَغْنُوهُمْ فِي هٰذَا الْيَوْمِ".

(سنن الدار قطنی: رقم الحدیث 2157)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ فطر (یعنی صدقۃ الفطر) کو مقرر کر کے ارشاد فرمایا: غرباء کو اس دن غنی کر دو! (یعنی صدقۃ الفطر ادا کر کے ان کی مالی معاونت کرو جس سے وہ مالدار ہو جائیں)

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

جس مرد و عورت میں یہ شرائط پائی جائیں اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے:

[1]: مسلمان ہونا..... (کافر پر صدقۃ الفطر واجب نہیں کیونکہ یہ خالصتاً عبادت ہے اور کافر عبادت کا اہل نہیں)

[2]: آزاد ہونا..... (شرعی غلام اور باندی پر صدقۃ الفطر واجب نہیں۔ واضح ہو کہ آج کل کہیں بھی شرعی غلام اور باندیوں کا وجود نہیں)

[3]: صاحبِ نصاب ہونا..... (اس کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

نوٹ:

1: صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے مقیم ہونا شرط نہیں جس طرح کہ

قربانی میں مقیم ہونا شرط ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص مسافر ہو اور مندرجہ بالا شرائط اس میں پائی جائیں تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

:2 صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے بالغ ہونا بھی شرط نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی بچہ نصاب کا مالک ہو تو اس کے مال سے صدقۃ الفطر ادا کیا جائے گا اور اگر وہ نصاب کا مالک نہ ہو بلکہ اس کا والد نصاب کا مالک ہو تو اس بچے کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا اس کے والد پر واجب ہو گا۔

:3 صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لیے رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی شرط نہیں۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھ سکا لیکن باقی شرائط اس میں پائی جاتی ہوں تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

صدقۃ الفطر کا نصاب:

صدقۃ الفطر کے نصاب میں تفصیل یہ ہے کہ

[ا]: اگر کسی شخص کی ملکیت میں ساڑھے سات تولہ (87.48 گرام) یا اس سے زائد صرف سونا موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۲]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ (612.36 گرام) یا اس سے زائد صرف چاندی موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۳]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف نقدی موجود ہو (خواہ جس ملک کی بھی ہو مثلاً روپے، ریال، ڈالر،

درہم وغیرہ) تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۴]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف تجارت کا مال موجود ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[۵]: اگر کسی کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یا اس سے زائد صرف زائد از ضرورت سامان موجود ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[٦]: اگر کسی کی ملکیت میں مذکورہ پانچ چیزوں (سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت، زائد از ضرورت سامان) کی تھوڑی تھوڑی مقدار کی مالیت یا ان میں سے کوئی دو یا زائد چیزوں کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر یا اس سے زائد موجود ہو تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

مالِ تجارت سے مراد:

اگر کسی چیز کو خریدتے وقت نیت یہ تھی کہ اسے بعد میں فروخت کر دیں گے اور یہ نیت تاحال باقی بھی ہو تو اب یہ چیز "مالِ تجارت" میں شمار ہو گی لیکن اگر کوئی چیز خریدتے وقت اسے آگے فروخت کرنے کی نیت نہ ہو یا اس وقت تو فروخت کرنے کی نیت تھی لیکن بعد میں نیت بدل گئی تو ایسی چیز "مالِ تجارت" میں شمار نہ ہو گی۔

زائد از ضرورت سامان سے مراد:

"زائد از ضرورت سامان" سے مراد وہ سامان ہے جس کے بغیر انسان کی بنیادی ضروریات پوری ہو جاتی ہوں۔ اس تعریف کی رو سے کھانے پینے کا سامان، رہائشی مکان، استعمال کے کپڑے، گھریلو ضروری اشیاء (مثلاً سلائی اور

دھلائی کی مشین، فریج، کھانا پکانے کے برتن وغیرہ)، تاجروں اور مزدور طبقہ کے آلاتِ صنعت وحرفت (مثلاً مشینری، فرنیچر وغیرہ) ضرورت کا سامان کہلائے گا، اور ایسا سامان، برتن اور کپڑے وغیرہ جو بنیادی ضرورت وحاجت کے نہ ہوں اور سال بھر میں ایک بار بھی استعمال نہ ہوتے ہوں تو وہ زائد از ضرورت سامان شمار ہوں گے۔

نصاب کا اعتبار کب ہو گا؟

صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے مذکورہ بالا نصاب پر سال گزرنا لازم نہیں بلکہ اگر کسی شخص کے پاس عید الفطر کے دن طلوعِ فجر کے وقت نصاب موجود ہوا تو اس پر صدقۃ الفطر واجب ہو گا۔ اس اعتبار سے چند مسائل درج ذیل ہیں:

[1]: صبح صادق سے پہلے کوئی بچہ پیدا ہوا تو اس کا صدقۃ الفطر بھی واجب ہے۔

[2]: صبحِ صادق سے پہلے کوئی کافر مسلمان ہوا اور اس کی ملکیت میں نصاب کے برابر مال موجود تھا تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[3]: صبحِ صادق سے پہلے کوئی فقیر؛ صاحبِ نصاب بن گیا تو اس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔

[4]: اگر کوئی صاحبِ نصاب شخص عید الفطر کی صبح صادق کے بعد فوت ہو گیا یا مالدار؛ فقیر بن گیا تب بھی اس پر صدقۃ الفطر واجب ہے۔ (اگر فوت ہونے والے شخص نے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کی وصیت کی تھی تو وارثوں پر واجب ہے کہ اس کے مال کے ایک تہائی حصہ میں سے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کر دیں، اور

اگر مرحوم نے وصیت نہیں کی تھی تو وارثوں پر اس کی ادائیگی واجب نہیں ہے۔ تاہم اگر تمام ورثاء عاقل بالغ ہوں اور اپنی رضامندی سے وراثت کے مال میں سے صدقۃ الفطر ادا کر دیں تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرما کر مرحوم سے باز پرسی نہیں فرمائیں گے۔ یہ واضح رہے کہ اگر ورثاء میں کوئی نابالغ موجود ہو تو اس کی رضامندی معتبر نہ ہو گی۔ اس لیے وصیت نہ کرنے کی صورت میں نابالغ کے حصے سے مرحوم کے صدقۃ الفطر کی ادائیگی درست نہ ہو گی۔)

[5]: اگر کوئی بچہ صبحِ صادق کے بعد پیدا ہوا یا کوئی کافر صبحِ صادق کے بعد اسلام لایا یا کوئی فقیر صبحِ صادق کے بعد مالدار بن گیا تو ان سب پر صدقۃ الفطر واجب نہیں۔

صدقۃ الفطر کی ادائیگی کا وقت:

(1): صدقۃ الفطر عید کے دن صبحِ صادق کے وقت واجب ہوتا ہے اور اس کی ادائیگی عید کی نماز سے پہلے کی جاتی ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص عید الفطر سے پہلے رمضان المبارک میں ہی اس کی ادائیگی کر دے تو بھی یہ ادا ہو جائے گا۔

(2): اگر کوئی شخص صدقۃ الفطر رمضان المبارک آنے سے پہلے ہی ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ رمضان کی آمد سے پہلے ادا نہ کرے بلکہ رمضان شروع ہونے کے بعد کسی دن ادا کر لے۔

(3): اگر کسی نے صدقۃ الفطر ادا نہ کیا حتیٰ کہ عید الفطر کی نماز بھی ادا کر لی گئی تو بھی یہ اس کی ذمہ سے ساقط نہیں ہو گا بلکہ اس کی ادائیگی عمر بھر اس شخص کے ذمہ واجب رہے گی۔ اب یہ شخص جب بھی ادا کرے گا تو اس کے ادائیگی درست سمجھی جائے گی البتہ بلاوجہ تاخیر کی وجہ سے توبہ واستغفار لازم ہے۔

(4): اگر کسی شخص نے دوسرے کو نماز عید سے پہلے صدقۃ الفطر کی ادائیگی کے لئے وکیل بنایا اور وکیل نے کوتاہی کرتے ہوئے صدقۃ الفطر؛ عید کی نماز کے بعد ادا کیا تو اس تاخیر کا وبال وکیل پر ہو گا، البتہ صدقۃ الفطر اس صورت میں بھی ادا سمجھا جائے گا۔

صدقہ فطر کی مقدار:

احادیث میں صدقۃ الفطر وزن کے اعتبار سے چار قسم کی چیزوں سے ادا کرنے کا ذکر ملتا ہے جس کی تفصیل درج ذیل ہیں:

- کشمش — ایک صاع (ساڑھے تین کلو گرام)
- چھوہارے / کھجور — ایک صاع (ساڑھے تین کلو گرام)
- جَو — ایک صاع (ساڑھے تین کلو گرام)
- گندم — آدھا صاع (پونے دو کلو گرام)

اس حوالے سے چند مسائل ملاحظہ ہوں:

[1]: بہتر صدقۃ الفطر وہ ہے جسے اپنی مالی حیثیت کے مطابق ادا کیا جائے۔ کشمش، کھجور، جو اور آخر میں گندم۔ اللہ کریم نے جتنی استطاعت دی ہو اسی کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کیا جائے۔ صرف گندم ہی کو معیار سمجھنا غلط ہے۔

[2]: بعینہ یہی چار اشیاء دی جائیں تب بھی درست ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت لگا کر اتنی رقم دی جائے تب بھی درست ہے۔

[3]: اگر گندم کے علاوہ کوئی اور غلہ مثلاً باجرہ، چاول وغیرہ دیا جائے تو اس میں مذکورہ چار اجناس (گندم، جَو، کھجور، کشمش) میں سے کسی ایک کی قیمت کا اعتبار ہو گا یعنی مذکورہ چار اجناس میں سے کسی ایک جنس کی جتنی قیمت بنتی ہو اتنی

رقم کا دوسرا غلہ دیا جائے گا۔

صدقۃ الفطر کن لوگوں کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اور کن کی طرف سے نہیں؟

1: مرد کے لیے اپنی جانب سے اور اپنی نابالغ اولاد کی جانب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے۔

2: مرد پر اپنی بالغ اولاد کی جانب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ بالغ اولاد؛ والد کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہوں۔

3: مرد پر اس کے والد، والدہ اور بیوی کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا بھی واجب نہیں۔

4: ایسی بالغ اولاد جو مجنون اور پاگل ہو تو اس کا حکم بھی نابالغ اولاد کی طرح ہے۔ اس کی جانب سے بھی ادا کرنا والد پر واجب ہے۔

5: چھوٹے بہن، بھائیوں اور دیگر رشتہ داروں کی جانب سے صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب نہیں اگرچہ وہ اس شخص کی زیرِ کفالت ہوں۔

6: عورت اگر خود صاحبِ نصاب ہو تو اس پر اپنی جانب سے تو صدقۃ الفطر ادا کرنا واجب ہے لیکن اس پر کسی اور کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا کرنا ضروری نہیں ہے، نہ بچوں کی طرف سے، نہ ماں باپ کی طرف سے اور نہ شوہر کی طرف سے۔

صدقۃ الفطر کن لوگوں کو دیا جائے اور کن کو نہیں؟

[1]: صدقۃ الفطر انہی لوگوں کو دینا جائز ہے جنہیں زکوۃ دینا جائز ہے۔

[2]: صدقۃ الفطر اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی اسی طرح اوپر تک) اور فروع (بیٹا بیٹی، پوتا پوتی اور نواسا نواسی اسی طرح نیچے تک) کو دینا جائز نہیں ہے۔

[3]: بیوی؛ شوہر کو اور شوہر؛ بیوی کو اپنا صدقۃ الفطر نہیں دے سکتا۔

[4]: بھائی بہن، بھتیجا بھتیجی، بھانجا بھانجی، چچا چچی، پھوپا پھوپی، خالو خالہ، ماموں ممانی، سسر ساس، سالہ بہنوئی، سوتیلا باپ سوتیلی ماں ان سب رشتہ داروں کو صدقۃ الفطر دینا درست ہے بشرطیکہ یہ غریب اور مستحق ہوں۔

[5]: صدقۃ الفطر غیر مسلم کو دینا جائز نہیں۔

[6]: خاندانِ بنو ہاشم کو صدقۃ الفطر دینا جائز نہیں ہے۔ بنو ہاشم سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عباس رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ اور حضرت حارث بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ان کے نسب سے تعلق رکھتے ہوں۔ اس لیے ان کی مدد صدقۃ الفطر کے علاوہ دیگر رقوم سے کی جائے۔

[7]: اگر میاں بیوی میں سے کوئی ایک بنی ہاشم سے ہو اور دوسرا غیر بنی ہاشم سے ہو تو جو غیر بنی ہاشم سے ہو اس کو صدقۃ الفطر دی جا سکتی ہے۔ اگر باپ بنی ہاشم سے ہو تو اس کی اولاد بھی بنی ہاشم سے شمار ہو گی۔ اگر باپ غیر بنی ہاشم سے ہو، بیوی بنی ہاشم سے ہو تو اولاد غیر بنی ہاشم شمار ہو گی کیونکہ نسب میں باپ کا اعتبار ہوتا ہے، ماں کا نہیں۔

[8]: اگر استاذ غریب ہے اور نصاب کا مالک نہیں ہے تو شاگرد کے لیے استاذ کو صدقۃ الفطر دینا جائز ہے بلکہ مستحق استاذ کو صدقۃ الفطر دینے کا ثواب زیادہ ملے

گا۔

[9]: مستحق ملازمین کو بطور تنخواہ صدقۃ الفطر کی رقم دینا جائز نہیں۔ ہاں تنخواہ کے عنوان کے علاوہ ویسے امداد کے طور پر دے دی جائے تو جائز ہے۔

[10]: کئی افراد کا صدقۃ الفطر ایک شخص کو دیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح ایک فرد کا صدقۃ الفطر بھی کئی افراد کو دیا جا سکتا ہے۔

[11]: ایسی NGO's اور ادارے جو شرعی حدود کا لحاظ نہیں کرتے، انہیں صدقۃ الفطر دینا جائز نہیں۔

نوٹ:

بیرون ملک میں مقیم افراد صدقہ الفطر کس ملک کے اعتبار سے ادا کریں؟ اس حوالے سے ایک فتویٰ پیش کیا جاتا ہے جس میں ممکنہ تمام شقیں مع حکم ذکر کی گئی ہیں۔

بیرون ملک مقیم افراد صدقہ الفطر کس ملک کے اعتبار سے ادا کریں؟

سوال:

محترمی و مکرمی متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں اصلاً پاکستانی ہوں اور سعودی عرب میں ملازمت کرتا ہوں۔ رمضان المبارک اور عید الفطر کے موقع پر میرے بیوی بچے بعض مرتبہ میرے

ساتھ سعودی عرب میں مقیم ہوتے ہیں اور بعض مرتبہ پاکستان چلے جاتے ہیں اور وہیں عید کرتے ہیں۔ میں یہاں سعودی عرب میں مقیم ہوتے ہوئے اپنا اور بیوی بچوں کا صدقۃ الفطر پاکستان میں بھجوانا چاہتا ہوں۔ پوچھنا یہ ہے کہ میں صدقۃ الفطر کی جنس (گندم، کھجور، کشمش، جَو) کا حساب کس ملک کے اعتبار سے کروں، سعودی عرب کے اعتبار سے یا پاکستان کے اعتبار سے؟ بیوی بچے یہاں میرے ساتھ ہوں یا پاکستان میں ہوں، ہر صورت میں کیا حکم ہو گا؟ رہنمائی فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ جزاک اللہ

سائل: محمد اظہر اقبال، سعودی عرب

جواب:

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

اس حوالے سے چند باتیں سمجھ لیجئے:

[1]: جس شخص پر صدقۃ الفطر واجب ہو اس کی جگہ کا اعتبار کیا جائے گا۔ آپ چونکہ سعودی عرب میں مقیم ہیں اس لئے سعودی عرب کے نرخ کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کریں؛ چاہے یہ رقم سعودی عرب میں ہی ادا کریں یا پاکستان بھجوائیں۔

[2]: مرد پر اپنی ذات کے علاوہ اپنی نابالغ اولاد کا صدقۃ الفطر بھی واجب ہوتا ہے۔ اس لئے آپ کے وہ بچے جو نابالغ ہیں ان کے صدقۃ الفطر کی ادائیگی بھی آپ کے ذمہ ہے چاہے وہ آپ کے ساتھ سعودی عرب میں مقیم ہوں یا پاکستان میں آچکے ہوں۔ ان کے صدقۃ الفطر کی ادائیگی بھی آپ سعودی عرب کے نرخ

کے مطابق ہی پاکستان بھجوائیں گے۔

[3]: آپ کی بیوی اور بالغ اولاد اگر صاحب نصاب ہوں تو ان کا صدقۃ الفطر ادا کرنا خود انہی پر واجب ہے۔ اگر وہ سعودی عرب میں مقیم ہوں تو سعودی عرب کے اعتبار سے پاکستان بھجوائیں گے اور اگر پاکستان میں مقیم ہوں تو پاکستان کے اعتبار سے یہاں ادا کریں گے۔

[4]: اگر آپ اپنی بیوی اور بالغ بچوں کا صدقۃ الفطر ان کی اجازت سے خود ادا کرنا چاہیں تو بیوی بچوں کے سعودی عرب میں ہونے کی صورت میں تو سعودی عرب کے نرخ کا اعتبار کریں گے اور اگر بیوی بچے یہاں پاکستان میں ہوں تو پاکستان کے نرخ کے اعتبار سے ادا کرنا بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ادائیگی سعودی عرب کے نرخ کے مطابق ہی بھجوائیں کیونکہ اس میں فقراء اور مساکین کا نفع زیادہ ہے۔

علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد الحصکفی الحنفی (ت 1088ھ) لکھتے ہیں:

"وفي الفطرة مكان المؤدي عن محمد وهو الأصح لأن رؤوسهم تبع لرأسه."

(الدر المختار: ج3 ص358، 359 باب المصرف)

ترجمہ: صدقۃ الفطر کی ادائیگی میں اس جگہ کا اعتبار ہو گا جہاں ادائیگی کرنے والا موجود ہے۔ امام محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ سے یہی منقول ہے اور یہی موقف صحیح ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں کی طرف سے ادائیگی کرنی ہے وہ اسی ادا کرنے والے شخص کے تابع ہیں۔

علامہ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز ابن عابدین شامی (ت 1252ھ) لکھتے ہیں:

(قوله: وهو الأصح) بل صرح فى النهاية والعناية بأنه ظاهر الرواية، كما فى الشرنبلالية،وهو المذهب كما فى البحر."

(رد المحتار مع الدر المختار: ج3 ص358، 359 باب المصرف)

ترجمہ: (ہدایہ کی شروحات) نہایہ اور عنایہ میں ہے کہ یہی قول (کہ ادائیگی کرنے والے کی جگہ کا اعتبار ہو گا) ظاہر الروایۃ ہے جیسا کہ شرنبلالیہ میں ہے، اور یہی قول مذہب (مختار ومفتٰی بہ) ہے جیسا کہ بحر الرائق میں ہے۔

واللہ اعلم بالصواب